اَدب پارے کے جمالیاتی پہلوؤں کا جائزہ

A Review of the Aesthetic Aspects of Literature

Yasir Mehmood
EST, M.PHIL Urdu, Govt. High School, Ramdayal, Tehsil Dina, Jhelum.
yasirmehmood5200@gmail.com

KEYWORDS

Aesthetics
Philosophy
Feelings
Mir
Ghalib
Iqbal
Constitunent Elements
Emotions
Social Attitues

DATES

Received	**10-11-2025**
Accepted	**22-11-2025**
Published	**31-12-2025**

QR CODE

ABSTRACT

Aesthetics was born from philosophy, which includes the creation of beauty and all kinds of natural beauty in the world and its constituent elements and their effects on the mind, nerves and soul. When beauty was formed and interpreted through reason, the knowledge of aesthetics came into existence. When the emotions and feelings related to beauty were expressed on a creative level, many types of poetry were born. The creative reaction between emotions and feelings is called aesthetics. The evolution of aesthetics has been a branch of the mind. From a creative point of view, the creator evaluated the social attitudes and the colors of nature on the basis of beauty and quality, then beauty and feelings were born, which requires aesthetics. In this way, man expressed his emotions in his life with aesthetic taste.In Urdu literature, from Amir Khusrau to Mir, Ghalib, Iqbal and later poets, modern poets also accepted the influence. In short, aesthetics has its own special place in Urdu literature. This includes the reflection of attitudes in literature. After passing through the five senses, the sixth sense has been made the center of sight .In a trinity, aesthetics is a reflection of the creator, the critic and the reader. The color and reflection of aesthetics is important in literature. In the present moment, aesthetic literature requires humanitarianism and human friendship. The creator creates nature itself. It is an observation of real human life and values.

https://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/177

تلخیص:

جمالیات کا وجود فلسفے سے معرض وجود میں آیا جس میں حسن کی تخلیق، دنیا میں پائی جانے والی ہر قسم کی فطری خوب صورتی، اس کے اجزا اور ان کے ذہن، اعصاب اور روح پر مرتب ہونے والے اثرات شامل ہیں۔ جب حسن عقل کے ذریعے تشکیل پایا اور اس کی تعبیر کی گئی تو علمِ جمالیات وجود میں آیا۔ اور جب حسن سے وابستہ جذبات و احساسات کا تخلیقی سطح پر اظہار ہوا تو شاعری کی متعدد اصناف نے جنم لیا۔ جذبات اور احساسات کے مابین تخلیقی ردِ عمل کو جمالیات کہا جاتا ہے۔ جمالیات کا ارتقا انسانی ذہن کی ایک شاخ کے طور پر ہوا۔ تخلیقی نقطۂ نظر سے تخلیق کار نے سماجی رویّوں اور فطرت کے رنگوں کو حسن اور معیار کی بنیاد پر پرکھا جس کے نتیجے میں حسن اور احساسات نے جنم لیا اور یہی جمالیات کی ضرورت بنے۔ اس طرح انسان نے اپنی زندگی میں جمالیاتی ذوق کے ساتھ اپنے جذبات کا اظہار کیا۔ اردو ادب میں امیر خسرو سے لے کر میر، غالب، اقبال اور ان کے بعد جدید شعرا تک جمالیات کے اثرات تسلیم کیے گئے ہیں۔ غرض یہ کہ اردو ادب میں جمالیات کو ایک منفرد اور اہم مقام حاصل ہے جس میں ادبی رویّوں کا عکس نمایاں نظر آتا ہے۔ حواسِ خمسہ سے گزرنے کے بعد چھٹی حِس کو مرکزِ نگاہ بنایا گیا ہے۔ تثلیث کی صورت میں جمالیات، تخلیق کار، نقاد اور قاری کے باہمی انعکاس کا نام ہے۔ ادب میں جمالیات کا رنگ اور اس کی بازگشت غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ موجودہ عہد میں جمالیاتی ادب انسان دوستی اور انسانیت کا تقاضا کرتا ہے۔ تخلیق کار فطرت کی تخلیق از خود کرتا ہے اور حقیقی انسانی زندگی اور اقدار کا مشاہدہ پیش کرتا ہے۔

جمالیات نے فلسفہ سے جنم لیا جس میں قدرتی حسن و جمال، حسن کے تشکیلی عناصر، ذہن و اعصاب اور روح پر ہونے والے اثرات شامل ہیں۔ جب عقل کے ذریعے حسن کی تشکیل و تشریح کی گئی تو جمالیات کا علم معرضِ وجود میں آیا۔ حسن و جمال سے متعلق جذبات و احساسات کا تخلیقی سطح پر اظہار ہوا تو شاعری کی متعدد اقسام نے جنم لیا۔ جذبات اور احساسات کے درمیان جو تخلیقی رو ہے، وہ جمالیات سے عبارت ہے۔

جمالیات کے دائرے میں انسان، اس کی زندگی کے معاشرتی، تمدنی اور تہذیبی حسن و جمال کا آہنگ واضح ہے۔ تخلیقی لحاظ سے تخلیق کار نے معاشرتی رویوں اور قدرت کی رنگارنگیوں کو خوب صورت اور معیار پر پرکھا تو حسن و احساسات نے جنم لیا جو جمالیات کا متقاضی ہے۔ اس طرح انسان نے اپنی زندگی میں جذبوں کا اظہار جمالیاتی ذوق سے گوہر کیا۔

انسان ہر چیز کو حواس خمسہ سے محسوس کرتا ہے، لیکن جمالیات نے حواسِ خمسہ سے گزر کر چھٹی حس کو مرکز نگاہ بنایا ہے۔ جمالیات انگریزی لفظ Aesthetics جو بطور اصطلاح استعمال کیا جاتا ہے۔ اُردو میں اس کے مترادف لفظ مروج ہے جب کہ

یونانی لفظ Aisthetikos سے مشتق ہے۔ جمالیات ایسا فلسفہ ہے جو حسن کو مرکز نگاہ رکھتے ہوئے تخلیق کیا جاتا ہے۔ اصغر عباس جمالیات کی تعریف لکھتے ہیں:

> "جمالیات کا موضوع حسن ہے۔ وسیع تناظر میں فن اور فطرت دونوں کا حسن جمال اور دونوں کے جلوہ صد رنگ جمالیات کا موضوع بحث ہو سکتے ہیں۔ اس طرح حواسِ خمسہ کے ذریعہ حسن سے حاصل کی گئی مسرت، عرفان اور تجربہ بھی اس کے دائرے میں شامل ہے۔"(1)

جمالیاتی تنقید کے بارے میں وحید اختر رقم طراز ہیں:

> "جمالیات یونان کی اصطلاح سے مشتق ہے۔ اس کے لغوی معنوی ادراک کرنا، یعنی ہر وہ چیز جس کا حواس سے ادراک ہو جمالیات کے دائرے میں آتی ہے۔"(2)

جمالیات کی تعریف پروفیسر انور جمال لکھتے ہیں:

> "کسی فن پارے میں جمال کی کلیت (Totality) 'جمالیات' کہلاتی ہے۔"(3)

جمالیات نے حسن سے آغاز کیا جو ان اصولوں اور نظریوں سے عبارت ہے۔ اس کا تعین فن حسن کے کارناموں میں پوشیدہ اور ان سے ہی ماخوذ ہے:

جمالیات کی دو اقسام ہیں :

1۔ داخلی جمالیات

2۔ معروضی جمالیات

داخلی جمالیات کا تعلق تخلیق کار اپنی ذات اور اپنے دل کی واردات سے حسن کو عیاں کرتا ہے۔ اندرونی جذبات اور داخلی احساسات کو ہی تخلیق کرتا ہے جب کہ بیرونی واردات شدت سے داخل کرتا جو کہ الٹ ثابت ہوتے ہیں۔

پروفیسر انور جمال داخلیت کی تعریف لکھتے ہیں:

> "اَدب میں داخلیت سے مراد یہ ہے کہ شاعر اپنی قلبی واردات اور نجی جذبات واحساسات میں ہی اپنی تخلیقی زندگی گزارتا ہے۔"(4)

تخلیق کار کو معاشرتی رویوں، ماحول کی ابتری اور حالات کی ابتری بھی داخلیت کا شکار بنادیتی ہے۔ جیسے اُردو اَدب میں میر تقی میر، اسد اللہ خاں غالب اور دبستان دہلی کی شاعری داخلیت کی حامل ہے۔ جس تخلیق میں قصہ خونِ جگر کا اثاثہ ہو، اس میں داخلیت کا عنصر عیاں ہے۔

معروضیت اَدب میں واقعیت، خارجیت اور حقیقی وجود کے خاص تعلق کو عیاں کرتی ہے۔ معروضی جمالیات میں تخلیق کار حقیقت کا متلاشی رہتا ہے۔ فطرت کی رنگا رنگیوں اور جمال سے اپنے اَدب پارے کو مسخر کرتا ہے۔ تخلیق کار فطری طور پر انسانی

زیست میں عیاں ہوتا ہے۔ اَدب پارہ میں ہیئت و معنی کی جمالیات کا امتزاج پیش کرتے ہوئے لحہ وجود میں انسانی زیست کو سچائیوں کے زاویوں سے راہ نمائی کرتا ہے۔ معروضی تنقید کیا ہے؟ اس پر ڈاکٹر سید وقار احمد رضوی لکھتے ہیں:

"اَدب کا موضوع طبیعت اور انسان ہے۔ نقد اَدبی کا موضوع نظم ونثر ہے۔ اَدب عقل وشعور کی مصوری کرتا ہے۔ معروضی تنقید کا تعلق اس کی شرح، تحلیل، تجزیہ، معائب ومحاسن سے ہے۔"(5)

جمالیات کے تعلق میں فنون کا اثر لازم ہے بلکہ جمالیات نے علم واَدب کے تمام شعبوں پر اپنی ترجمانی کی ہے۔ حتیٰ کہ تمام علوم اور زیست کے تمام امور اور ترجیحات میں معروضی اہمیت کی حامل ہے۔ یہاں تک کہ ایک جوتے بنانے والا، رنگ ساز، ڈاکٹر اور انجینئر کے لیے بھی جمالیاتی قدریں متعین ہونا قدرتی امر ہے۔ جمالیات کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد میں شعوری طور پر مضمر ہوتی ہے۔ اس طرح جمالیاتی تنقید سے تخلیقی لحاظ سے جو ادبی سوتے پھوٹے وہ اہمیت کے حامل ہیں۔ جمالیات اپنے رویوں اور مطالعہ کے لحاظ سے جدیدیت سے منقطع نہیں کرتی۔ جمالیات کا اَدب سے غیر محدود حد تک تعلق ہے۔ اس لیے غیر محدود جمالیات اہمیت رکھتی ہے۔ غیر محدود جمالیات ادب سے آہنگ ہے۔ اَدب، اس کے متقاضی رویے اور قدریں اپنا تخلیقی اثاثہ رکھتے ہیں۔ جمالیات نے نظریہ حیات اور نظریہ فن کو ادب اور علم سے عبارت کیا ہے۔ جو اَدب اور سماج کے لیے نمود کی علامت ہے۔ "تنقید کی جمالیات" میں عتیق اللہ غیر محدود جمالیات کی تین اقسام لکھتے ہیں:

"غیر محدود جمالیات کی تین اقسام ہیں:

1۔ حسن کی جمالیات

2۔ متخالف کی جمالیات

3۔ قبح کی جمالیات"(6)

اَدبی تخلیق ہر طرح سے جمالیات، ادراک اور ادراک حسن، فن، فن کارانہ قدر اور ذوق سے ہے۔ فن نے حسن کی تخلیق کی۔ فن کی اہمیت انسانی زیست کے تجربات میں اس کے مقام کا تعین جمالیات کا آئینہ دار ہے۔ جمالیات نے سچائی اور حسن کی جستجو کو پہلا اور آخری مقصد بنایا ہے۔ اس طرح اگر محسوس کیا جائے تو ہر لحاظ سے حسن جمالیات کے دائرے کی احسن اور تکمیلی تخلیق ہے۔

کوئی بھی چیز اپنا حسن رکھتی ہے۔ اس کے حسن کا نہ تو ہم واویلا کرسکتے ہیں اور نہ ہی اس پر قدغن لگا سکتے ہیں۔ حسن تو وہی ہے جو مقصدیت سے عبارت ہو۔ اس لیے جمالیات میں معروضی حقائق کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ جو چیز آپ کو حسین لگتی ہے بالکل وہ چیز دوسروں کے لیے بھی حسین ہوتی ہے کیوں کہ انسانوں میں احساسیت کے لحاظ سے اشتراک پایا جاتا ہے۔ اس لیے حسن کو حاصل ہونے والی قدر واہمیت کا زاویہ وسیع ہوتے ہوئے حقیقت کے حدود کو چھوتا ہے۔

مقصدیت کے لحاظ سے جمالیات کی دو اقسام ہیں :

1۔راست مقصدیت اور جمالیات

2۔ناراست مقصدیت اور جمالیات

راست اور ناراست مقصدیت اور جمالیات پر عتیق اللہ "تنقید کی جمالیات" میں کانٹ کی جمالیات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "راست طور پر حاصل ہونے والی مسرت کا احساس حسن ہے۔ جسے وہ فوری اور موضوعی کیا ہے اور جو عملی حاجتوں سے بے نیاز ہوتا ہے۔ دوم ناراست طور پر حاصل ہونے والی مسرت کا احساس جس میں افادیت سے مملو مقصدیت کام کرتی ہے۔"(7)

کانٹ کے اس نظریے سے واضح ہوتا ہے کہ فن کے اصول تو بے لوث اور خالص ہیں۔اس میں کسی کا عمل دخل قبول نہیں۔

جمالیات نے انگریزی میں شیکسپیئر، فارسی میں مولانا روم، اُردو میں مرزا غالب، روسی اَدب میں دستوفسکی اور پنجابی میں وارث شاہ سے اہم ہے۔عالمی اَدب نے قاری کو جمالیاتی احساس مہیا کیا ہے۔ادب پارے میں جہاں جمالیات کی تشنگی عیاں ہوتی ہے۔وہاں اَدب پارے کے جمالیاتی پہلوؤں کی دید گی میسر ہوتی ہے۔حقیقت عیاں ہے کہ اَدب عالیہ میں ہر زبان کے چند ہی ادیب اعلیٰ ادب تخلیق کرتے ہیں۔ادب میں جمالیاتی عناصر کو پڑھنے اور سمجھنے سے قاری کے لیے دل چسپی اور آفرینی کا باعث ہے۔

دنیا سائنسی نکتہ نظر سے گلوبل ویلج کا درجہ اختیار کر چکی ہے۔وہاں اَدبی لحاظ سے جمالیات عالم رنگ و بو کا مظہر ہے۔قاری کے ہاں اَدب پارہ جمالیاتی اہمیت رکھتا ہے لیکن ادب کا رتبہ اسے وجودی تصور پر آمادہ کرتا ہے۔اَدب عالیہ نے جمالیات کو جدیدیت اور نئی راہوں سے ہم آہنگ کیا ہے۔جس کی نشان دہی نصیر احمد ناصر نے یوں کی ہے:

> "سقراط، افلاطون اور ارسطو آسمانِ جمالیات کے تین درخشندہ ستارے ہیں ان کے بعد کوئی ایسا دور نہیں آیا۔جب اس طرح کے تین فلسفی استاد شاگرد کی حیثیت سے پیدا ہوئے ہوں جنھوں نے ایک دوسرے کی تنقید کی بجائے اجتہادِ فکر و نظر سے کام لیا ہو اور فکر انسانی کو نئی راہوں اور منزلوں سے متعارف کیا ہو۔"(8)

جمالیات کے تین نظریات ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں :

1۔ارسطو کا نظریہ جمالیات (المیہ)

2۔ارسطو کا نظریہ جمالیات (حسن و اظہار)

3۔جمالیات معروضی یا موضوعی (حسن معروضی ہے یا مصنوعی)

سب سے پہلے تو ارسطو کے نظریہ جمالیات میں المیہ کو سمجھنے کی کوشش کریں گے:

المیہ کی تعریف: ایسا واقع روداد، کہانی، ڈراما جس کا اختتام حسرت ناک اور الم ناک ہو، غم سے بھرپور انجام کا اَدب جو نظم و نثر پر مشتمل ہو المیہ سے عبارت ہے۔

ارسطو کی اس تعریف سے المیہ کو ایک خاص قسم کی ادبی حیثیت حاصل ہے۔ اس تعریف سے المیہ کا دائرہ بہت وسیع ہو جاتا ہے۔ ارسطو کے نزدیک المیہ خوف سے بھرے ہوئے جذبات اور مقصد کے لحاظ سے رحم کے عنصر کو اُجاگر کرتا ہے۔ میاں **محمد** شریف رقم طراز ہیں :

"ارسطو کے نزدیک المیے کے کا مقصد رحم اور خوف کے جذبات کی تنقیح ہے۔"(9)

اگر ہم المیہ کے معنی کو تمثیل کے حدود تک متعین کرے تو تب بھی اس کی صنف میں نقل کا عنصر نہیں ہوتا ہے۔ میاں **محمد** شریف اپنی تصنیف "جمالیات کے تین نظریات" میں لکھتے ہیں:

"نقل کے معروضی کی حیثیت سے فن کا کوئی جزلازم نہیں۔ اگرچہ ارسطو خالص یونانی نظریہ نقل کا قائل ہے۔"(10)

کروچے نے تنقیدی لحاظ سے جمالیات کر اپنا مسکن بنایا تھا۔ کروچے نے جمالیات کو وجدانی حیثیت سے قبول کیا۔ اس نے وجدانی تجربات کو ہی جمالیات سے رقم کیا ہے۔ کروچے نے علم کی دو اقسام بتائی ہیں:

1۔ وجدانی علم

2۔ منطقی علم

تخیل کے جو سوتے پھوٹے وہ وجدانی علم کا خاصا کہلائے۔ جس سے اَدب کے پیکر تخلیق کیے گئے۔ وجدانی علم تخلیقی نکتہ نظر سے باہمی ہم آہنگی مراسم اور رابطوں کا اَدب کہا جاتا ہے۔

منطقی علم:

عقل نے جو معیارات قائم کیے۔ اس کا ذریعہ اظہار منطقی علم کا سرچشمہ ہے جو تصور اور نظریہ کو پیش کرتا ہے۔ کروچے کا اظہار خالص مقصدیت پر مبہم ہے۔ ذہنی دسترس کو ہی اَدب کا حاصل کہتا ہے۔ کروچے جمالیاتی اظہار کو فن کار تک محدود اور مخصوص نہیں کرتا بل کہ قاری کو بھی اس میں اہم کردار کا حامل جانتا ہے۔ کروچے کے نزدیک جمالیات ہی تخلیقی نگاہ کا حسن اور اس کی صداقت کا آئینہ دار ہے۔

اگر حسن صرف معروضی ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں کہ یہ ایک قدرتی شے کبھی حسین اور کبھی غیر حسین معلوم ہوتی ہے؟ اور اگر یہ محض ہماری اپنی فطرت کی کوئی صفت، وضع یا عمل ہے تو اس بات کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ حسن معروضی ہے یا موضوعی تو ہمارا مقصد اس امر کی تحقیق ہے کہ آیا حسن اس قسم کے مفروضات کی طرح موضوع یا شاہد سے علیحدہ اپنا وجود رکھتا

ہے۔ ایسے مفروضات کی کسی صفت، اس کے آفاقی جوہر یا باہمی رابطے کا نام ہے۔ محمد شریف "جمالیات کے تین نظریات" میں لکھتے ہیں:

> "ہیگل کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے میرا یہ خیال ہے کہ حسن موضوع اور معروضی کے مابین ایک رشتے کا نتیجہ ہے۔"(11)

شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے نظم و نثر میں اپنے نظریات و افکار میں جمالیات پر خوب بحث سمیٹی ہے۔ جیسے ان کی تخلیقات میں خودی، وحدت الوجود، نظریہ حسن اور نظریہ فن پر بہترین تحریریں ملتی ہیں:

نقط نور ہے کہ نام اور خودی است
زیرِ خاک ماشرار زندگی است(12)

حسن نے صرف مشاہدے کو اپنا مرہونِ منت بنایا ہے۔ حسن شاہد کی آنکھوں میں ہوتا ہے نہ کہ مشہود میں۔ نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں:

> "اقبال فلسفے کی طرح جمالیات میں بھی نظریہ موضوعیت، معروضیت کے حامی و موید ہیں۔"(13)

میر تقی میر کی شاعری کا مطالعہ کرنے پر یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ میر نے اپنی تخلیقات میں بے ساختگی اور بے تکلفی کو قائم رکھا۔ میر نے شعر گوئی میں فنی ریاضت کے اُصول اور آداب کا خیال رکھا ہے۔

احساس حسن اور رومانیت میر تقی کی شاعری میں یہ دونوں احساس بدرجہ اتم موجود نظر آتے ہیں۔ میر کی شاعری میں عاشق اور محبوب میں جمالیاتی شعور کی مختلف پرچھائیاں نظر آتی ہیں۔ شکیل الرحمٰن رقم طراز ہیں:

> "میر تقی میر کے عاشق کی حسی اور جمالیاتی تجربے 'شر نگاررس' میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ احساسِ حسن، رومانیت، غمناکی، عشقیہ تجربے یہ سب عاشق کے حسی اور جمالیاتی تجربوں میں شامل ہے۔'(14)

کارل مارکس کے نظریہ "انسان فطرت کو خود تشکیل دیتا ہے" کے قریب تر ہو جاتے ہیں:

یہ دو ہی صورتیں ہیں یا منعکس ہے عالم
یا عالم آئینہ ہے اس پار خود نما کا(15)

میر تقی میر کی شاعری میں تحیر کو بھی خاص مقام حاصل ہے۔ ان کی شاعری میں جمالیات کا رنگ دوبالا ہے۔ حسن سے مسرت اور انبساط حاصل ہوتی ہے۔

نظیر اکبر آبادی کی شاعری میں جمالیاتی پہلوؤں کا احاطہ ان کی عوامی زندگی کے مشاہدے کی شدت، تخیل اور الفاظ کا استعمال احسن انداز میں اُجاگر کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نظیر اکبر آبادی جیسا شاعر اُردو اَدب میں خاص کر نظم گوئی میں پیدا نہیں ہوا۔ چناں چہ اپنی نظم "فنائے جہاں بقائے اجمال" میں یوں گویا ہوتے ہیں:

نے زرد نہ سرخ اور نہ سیہ مام رہے گا
آخری وہی اللہ کا نام رہے گا(16)

نظیر اکبر آبادی انسان کو اپنا مذہب فطرت کے حسن و جمال میں تلاش کرنے کو کہتے ہیں۔ انسان خود فطرت کا شاہکار اور متلاشی ہے۔

اختر الایمان کو جدید اُردو نظم میں وقار حاصل ہے۔ ان کی نظم میں جمالیاتی حسن کے ساتھ ساتھ جمالیاتی تجربہ بھی شامل ہے۔ ان کی نظم جمالیاتی انبساط پیدا کرتی ہے:

تجھ سے وابستہ وہ اک عہد وہ پیاں وفا
رات کے آخری آنسو کی طرح ڈوب گیا(17)

اختر الایمان کا جمالیاتی شعور بہت متحرک اور آفاقی ہے۔ اُنھوں نے معاشرے میں موجود سماجی اور معاشرتی رویوں کو اپنی شاعری کا حصہ بنایا ہے۔

ثریا حسین اُردو اَدب میں جمالیاتی تخلیق میں نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ اُنھوں نے مختلف موضوعات پر کتب تخلیق کی ہیں۔ ان میں جمالیات پر دو کتب اہمیت کی حامل ہیں:

1۔ جمالیات اور اَدب

2۔ جمالیات مشرق و مغرب

ثریا حسین جمالیات کے بارے میں لکھتی ہیں:

"جمالیات حسن و فن کا فلسفہ ہے جس سے دلوں کو نور و کشور حاصل ہوتا ہے اور فن انسانی جذبات و تاثرات کے اظہار کا مؤثر وسیلہ ہے۔"(18)

مرزا غالب برصغیر میں خصوصاً ہندوستان میں معاشرتی رویوں کا آئینہ دار ہیں اور نمائندہ تصور پیش کرتے ہیں۔ مرزا غالب کا مزاج داستانی تھا۔ مرزا غالب کی جمالیات پر ڈاکٹر شکیل الرحمٰن اپنی تخلیق "غالب کی جمالیات" پر سیر حاصل بحث کی ہے:

"غالب رنگ اور آواز اور حرکت اور رقص کے دل دادہ ہیں۔ رنگ کا پیمانہ بزم عالم میں گردش میں ہے۔ زندگی کے طوفان میں بہار کے سامنے خزاں کی کیا اہمیت ہے۔"(19)

اُردو شاعرات میں حسن و جمال کا رنگ فطرت سے ہم آہنگ ہے۔ زہرہ نگار کی نظم "شام کا پہلا تارہ" سے انتخاب:

ہم لوگ اس شام اکٹھے تھے
جس نے ہمیں ہنس کر دیکھا تھا
وہ پہلا دوست ہمارا تھا
جو شاید ہم دونوں کے لیے
کچھ وقت سے پہلے نکلا تھا(20)

یہ نظم محبت کے لطیف احساس کی گواہی دیتی ہے۔ تارے اپنے مقرر وقت پر آسمان پر نمودار ہوتے ہیں اور مقررہ وقت پر اوجھل بھی ہو جاتے ہیں مگر اس نظم میں شام کا پہلا تارہ دو انسانوں کے جذبات و احساسات کا ساتھی ہے جو ان کا ساتھ دینے کے لیے سرِ شام نکل آتا ہے جو کہ جمالیات کی عکاسی کرتی بہترین نظم ہے۔ڈاکٹر نور الحسن نقوی لکھتے ہیں:

"جمالیات ایک ایسی آرٹ گیلری ہے۔ جو ہزار ہا رنگ برنگی تصویروں سے آراستہ ہے اور ہر تصویر دل کا دامن کھینچے لیتی ہے کہ پہلے مجھے دیکھو۔ ذوق سماعت کی تسکین کا سامان کچھ اس نے بھی سوا ہے۔ غرض ایک انمول ذخیرہ ہے جنت نگاہ بھی اور فردوس گوش بھی۔"(21)

مجموعی نکتہ نظر سے جمالیات ایسا علم ہے جو ہمیشہ تحقیق و جستجو کے لیے قرینے اور راستے وا کرتا ہے۔ سائنسی علوم کی طرح اس کے نتائج منطقی اور ریاضیاتی نہیں ہوتے۔ اس میں عقل و شعور کے مطابق فلسفہ حسن و جمال نمایاں ہے۔ جمالیات کا تعلق انسانی حواس سے ہے۔ اس لیے تخیل اور وجدان کا اظہار جو کہ آرٹ کے ذریعے ہوتا ہے۔ وہ حسن ہے۔ آرٹ کو ہی جمالیات کا موضوع سمجھ لیا جائے تو قدرتی حسن کے ساتھ ساتھ انسان کی "جمالیاتی حس" سے بھی انکار کرنا پڑتا ہے۔ کیوں کہ یہ "جمالیاتی حس" یہی ہے ۔ جس سے انسان فطر حسن اور آرٹ سے حظ حاصل کرتا ہے۔

جمالیاتِ حسن فن کا مطالعہ اور تفہیم ہے۔ اس کی واضح تعریف ممکن نہیں کیوں کہ اس کا تعلق انسانی حواس سے ہے اور انسان حواس کی پیمایش کا کوئی منطقی پیمانہ نہیں ہے۔ جمالیات میں مصوری، شاعری اور موسیقی اہمیت کی حامل ہے۔ حکما شاعری اور موسیقی کو ایک ہی چیز تصور کرتے ہیں۔ اُردو زبان کی چوں کہ یہ خاصیت ہے کہ اس کے مباحث میں مختلف ادوار کے فکر و اَدب کی آمیزش شامل ہے۔ تو ادبی شعریات کے باب میں جمالیات اور بالخصوص اُردو اَدب جمالیات کے مباحث میں مغرب کے بہت زیادہ اثرات ہیں۔ یہاں پر یہ امر خاص ہے کہ جمالیاتِ میں بڑا مکتبہ فکر "حسن" سے عبارت ہے۔ ہندوستانی اَدب جمالیات نے سنسکرت کا اثر قبول کیا ہے۔

اُردو زبان عربی، فارسی، مقامی اور علاقائی زبانوں کے سنگم سے وجود میں آئی ہے۔ ہندوستانی ثقافت کے اثرات کو قبول کیا۔ اُردو کے کلاسیکل شعرا نے قدیم یونانی اور سنسکرت اساطیر سے بھی اثر لیا ہے۔ اُردو اَدب میں جمالیات کے مباحث کا آغاز امیر خسرو سے ہوتا ہے۔ یونانی، فلسفیوں، ہندوستانی حکما سے اُردو نے جمالیاتی قدروں کو بھی فن اور حسن کو سمیٹا ہے۔ جمالیات کا تعلق فلسفہ اور بالخصوص زندگی سے ہے۔ لہٰذا اس میں جدلیاتی اقدار کا انکار نہیں کیا جاسکتا بل کہ ٹالسٹائی وغیرہ تو ان قدروں کے بغیر فن اور حسن کو بیکار سمجھتے ہیں۔

اُردو اَدب میں جمالیات جذبات سے پر اثر اور کسی حد تک مانوس اظہار بیان کی مکمل داستان ہے۔ اُردو اصناف میں داخلیت، سوز و گداز، رمزیت، ایمائیت، اور غنائیت یہ سب خصوصیات مل کر جمالیاتی محاسن کا وجود بنتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں اُردو اصناف میں تخلیق کاروں نے جمالیاتی پہلوؤں میں اس کی ظاہری ہیئت و صوٗرت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ اُردو اَدب میں امیر خسرو سے

لے کر میر، غالب، اقبال اور بعد کے جدید شعرا نے بھی اثر قبول کیا۔ المختصر کہ اُردو اَدب میں جمالیات اپنا خاص مقام رکھتی ہے۔ جمالیات اَدب میں رویوں کا منعکس ہونا شامل ہے۔ جو حواسِ خمسہ سے گزر کر چھٹی حس کو مرکز نگاہ بنایا ہے۔

انسان آرٹ اور جمالیات کے درمیان حائل رکاوٹوں کو جبلت سے دور کر سکتا ہے۔ انسان میں جمالیات خوبیاں درجہ اتم موجود ہے کہ انسان فطرت پسند ہے اور فطرت بھی انسان پسند ہے۔ تحقیقی نتیجہ یہ ہے کہ جمالیات ایک تغیر پذیر علم ہے۔ مختلف تہذیبوں اور تمدن میں اس کے مفاہیم اور نظریات مختلف ہیں لہٰذا جمالیات کا علم ارتقا پذیر ہے اور اس ارتقا میں مشاہدات، تجربات علم کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اُردو اَدب جمالیاتی پہلوؤں سے ہی اہمیت کا حامل ہے۔ تخلیق کار فن ادب پارے میں لسانیات کے لحاظ سے اہم الفاظ کا استعمال، مترنم لہجہ اور اس کی اشاریت، ادبی تجربہ کی ترسیل کا فریضہ سرانجام دیتا ہے لیکن اس کی مہارت اَدبی صنف چابک دستی اور غیر معمولی فنی مہارت کی مرہونِ منت ہے۔ اَدب پارے کو سراہنے کا یہ طریقہ جمالیات نقطہ نظر سے کمال افادیت، لطافت، فن کار کا خلوص جسے الفاظ سے موسوم ہے۔

تنقیدی لحاظ سے فن پارے میں ادیب کی فکری وفنی جامعیت اور تکنیکی اُصولوں کا پاس ولحاظ رکھا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ اظہار افادی پہلوؤں، اُسلوبِ بیان اور ذہنی فکر وفن سے کشادہ ہے۔ تثلیثی لحاظ سے جمالیات، تخلیق کار، تنقید نگار اور قاری کا عکس ہے۔ اَدب پارے میں جمالیات کا رنگ وعکس ہی اہمیت کا حامل ہے۔ لمحہ موجود میں جمالیاتی اَدب انسان دوست اور انسانی دوستی کا متقاضی ہے۔ تخلیق کار بذاتِ خود فطرت کو تشکیل دیتا ہے۔ حقیقی جمالیات انسانی زندگی اور اقدار کا مشاہدہ ہے۔

حوالہ جات

1. اصغر عباس، اُردو کا جمالیاتی اَدب اور علی گڑھ (علی گڑھ: ایجوکیشنل ہاؤس، 1988ء)، 14۔
2. اصغر عباس، اُردو کا جمالیاتی اَدب اور علی گڑھ، 17۔
3. انور جمال، پروفیسر، اَدبی اصطلاحات (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، 2019ء)، 93۔
4. انور جمال، پروفیسر، ادبی اصطلاحات، 100۔
5. برقی ویب سائیٹ
6. عتیق اللہ، پروفیسر، تنقید کی جمالیات (لاہور: بک ٹاک، 2008ء)، 392۔
7. عتیق اللہ، پروفیسر، تنقید کی جمالیات، 399۔
8. نصیر احمد ناصر، تاریخ کی جمالیات، جلد اول (لاہور: مجلس ترقی ادب، 1962ء)، 113۔

9. محمد شریف، میاں، جمالیات کے تین نظریات (لاہور: مجلسِ ترقی اَدب، س۔ن)،7۔
10. محمد شریف، میاں، جمالیات کے تین نظریات،ز۔
11. ایضاً،157۔
12. ثریا حسین، ڈاکٹر، جمالیات اور اَدب (علی گڑھ: لیتھو کلر پرنٹس،1979ء)،60۔
13. نصیر احمد ناصر، اقبال اور جمالیات (دہلی: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس،1987ء)،15۔
14. شکیل الرحمٰن، ڈاکٹر، میر تقی میر کی جمالیات (ہریانہ: مدھوبن ساؤتھ سٹی،2008ء)،20۔
15. شکیل الرحمن، میر تقی میر کی جمالیات،20۔
16. ایضاً،14۔
17. ایضاً،75۔
18. ثریا حسین، ڈاکٹر، جمالیات اور اَدب، 11۔
19. شکیل الرحمٰن، ڈاکٹر،49۔
20. زہرہ نگار، شام کا پہلا تارہ (نئی دہلی: مکتبہ جامع،1994ء)،15۔
21. نور الحسن نقوی، فلسفہ جمال اور اُردو شاعری (علی گڑھ: ایجوکیشنل بک ہاؤس، س۔ن)،158۔

References in Roman Script

1. Asghar Abbas, Urdu ka Jamaliyati Adab aur Aligarh (Aligarh: Educational House, 1988), 14.
2. Asghar Abbas, Urdu ka Jamaliyati Adab aur Aligarh,17.
3. Anwar Jamal, Professor, Adabi Istilahat (Islamabad: National Book Foundation, 2019), 93.
4. Anwar Jamal, Professor, Adabi Istilahat, 100.
5. Barqi Website.
6. Atiq Ullah, Professor, Tanqeed ki Jamaliyat (Lahore: Book Talk, 2008), 392.
7. Atiq Ullah, Professor, Tanqeed ki Jamaliyat, 399.
8. Nasir Ahmad Nasir, Tareekh ki Jamaliyat, Jild Awwal (Lahore: Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, 1962), 113.
9. Muhammad Sharif, Mian, Jamaliyat ke Teen Nazariyat (Lahore: Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, s.n.), 7.
10. Muhammad Sharif, Mian, Jamaliyat ke Teen Nazariyat, z.

11. Ibid, 157.
12. Suraiya Hussain, Doctor, Jamaliyat aur Adab (Aligarh: Litho Color Prints, 1979), 60.
13. Nasir Ahmad Nasir, Iqbal aur Jamaliyat (Dehli: Aitqaad Publishing House, 1987), 15.
14. Shakeel-ur-Rehman, Doctor, Mir Taqi Mir ki Jamaliyat (Haryana: Madhuban South City, 2008), 20.
15. Shakeel-ur-Rehman, Mir Taqi Mir ki Jamaliyat, 20.
16. Ibid, 14.
17. Ibid, 75.
18. Suraiya Hussain, Doctor, Jamaliyat aur Adab, 11.
19. Shakeel-ur-Rehman, Doctor, 49.
20. Zahra Nigar, Shaam ka Pehla Tara (New Dehli: Maktaba-e-Jami, 1994), 15.
21. Noor-ul-Hasan Naqvi, Falsafa-e-Jamal aur Urdu Shayari (Aligarh: Educational Book House, s.n.), 158.